تحفۃ السالکین
تالیف
اعلحضرت مولانا مولوی محمد مشتاق احمد محدث انبہٹوی
چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ
باجازت
حضرت مخدوم زادہ مولانا مولوی محمد صبغت اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
خلیفہ خاص حضرت مولف قدس سرہ

ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ عِبَادَةٌ

ذِکرِ مشتاق

معہ

تُحفَۃُ السَّالِکین

تالیف

سراج السالکین مصباح الکاملین جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ شاہ محمد مشتاق احمد محدث

انبٹھوی سنی حنفی چشتی صابری

کتب خانہ خدام الحنفیہ ۱۰۵ حسین آگاہی ملتان

قیمت ۵۰ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ نظر رسالہ میں مناسب خیال کیا گیا، ابتداء بیان حالاتِ مبارکہ سراج السالکین مصباح الکاملین جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ شاہ محمد مشتاق احمد رحمۃ اللہ علیہ انبہٹوی سُنی حنفی چشتی صابری سے کیا جائے تاکہ قاری کو حضرت قدس سرہٗ سے اُنس و محبت پیدا ہو۔

یہ حالات مبارکہ فرمودات مخدومزادہ حضرت مولانا مولوی پیر محمد صبغت اللہ (خلیفہ حضرت قدس سرہٗ) دامت برکاتہم العالیہ پانی پتی جلالی چشتی صابری ہیں۔

نیز:- انوار العاشقین۔ تذکرہ صابریہ تالیف حضرت قدس سرہٗ کا انتخاب ہے اس کی تسوید و ترتیب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری سکنہ لاہور نے فرمائی ہے۔

مختصر حالات مبارکہ جو میسر آسکے جمع کر دیئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ رسالہ رہبر راہ طریقت (تحفۃ السالکین) مولفہ حضرت موصوف ملحق کر دیا گیا۔ تاکہ حضرات اہل ذوق حضرت قدس سرہ کے حالات مبارکہ سے باخبر ہو کر حضرت کی تعلیم سے بھی آگاہ ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

غلام قادر غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراج السالکین مصباح الکاملین
حضرت مولانا الحاج سید محمد مشتاق احمد محدث انبہٹوی
چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

اساتذہ

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے جن اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی ان کی تحریروں کے مطالعہ سے معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں۔

۱۔ ادیب زمن حضرت مولانا فیض الحسن سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ[۱]

۲۔ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ[۲]

۳۔ حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ[۳]۔ ان کے متعلق مولانا خود تحریر فرماتے ہیں کہ عاجز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی اور عاجز کے استاد حضرت مولانا سید محمد علی ایک استاد حافظ عبدالرحمن چشتی کے شاگرد تھے

۴۔ مولانا انصار علی انبہٹوی مرحوم[۴]۔ ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

---

[۱] الہدیۃ الشابیہ، [۲] انوار العاشقین ص۵۴۔ [۳] حاشیہ انوار العاشقین ص۹۶۔ [۴] انوار العاشقین ص۱۳۶

عاجز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ عاجز سے حضرت استاذی مولانا
انصار علی مرحوم انبھٹوی نے فرمایا تھا کہ جب مدینہ منورہ میں جناب
مولوی محمد بخش مرحوم رام پوری اور یہ خاکسار علم حدیث پڑھا کرتے تھے

قیام حرمین الشریفین

حضرت مولانا پیر محمد صبغت اللہ صاحب زید فیوضہ خلیفہ حضرت مولانا رحمت
اللہ علیہ راوی ہیں کہ حضرت قبلہ آٹھ مرتبہ حج کی سعادت سے بہرہ ور
ہوئے۔ تین حج تو مکہ مکرمہ کی سکونت کے دوران کئے۔ آپ قیام
مکہ شریف کے زمانے میں حاجی رحمت اللہ مہاجر کیرانوی کے مدرسہ
صولتیہ میں تدریسی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ رسالہ تقبیل یاد
بوسی و قدم بوسی کے صفحہ پر بضمن جواب استفتاء یوں تحریر ہے۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ مشتاق احمد عفا اللہ
عنہ المدرس الاول بمدرسہ الصولتیہ بمکۃ المکرمہ سابقاً
وصدر المدرسین بمدرسۃ المعینیہ العثمانیہ بدار الخیر اجمیر حالاً
مشتاق احمد جمادی الاخری سنہ ۱۳۳۱ھ

جن دنوں آپ مدرسہ صولتیہ میں پڑھاتے تھے ان دنوں مولوی
حسین احمد صاحب دیوبندی وہاں طالب علم تھے۔ حرمین الشریفین میں
قیام کا مقصد [illegible] کر وہاں سے برکات نبوی حاصل کئے جائیں
چنانچہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے آپ کو کامیابی نصیب ہوئی۔ حضور پر نور

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر و انور کے زیریں حصہ کی خاک پاک اور مستعمل جاروب شریف کی مطاع بے بہا سے نوازے گئے۔
مدینہ پاک میں ایک بزرگ نے اپنا جبّہ عطا کیا۔ ان تبرکات کے متعلق آپ نے وصیت فرمائی کے بعد انتقال
۱۔ روضہ اقدس کی خاک پاک میری آنکھوں میں ڈال دی جائے
۲۔ جاروب شریف میری بغل میں دے دیا جائے۔
۳۔ جبّہ مبارک کفن کے اوپر رکھ دیا جائے۔
حسبِ وصیت اس پر عمل کیا گیا۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

پاک و ہند میں درس تدریس

حرمین الشریفین سے واپسی پر آپ نے درس و تدریس کے شغل کو برقرار رکھا۔ مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں مدت تک پڑھاتے رہے۔ چند ماہ دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر لدھیانہ میں مدرس رہے

ریاست گنج پورہ میں

لدھیانہ سے آپ ریاست گنج پورہ کے مفتی ہو کر گنج پورہ چلے گئے اور آخر تک وہیں مقیم رہے۔

مرزا قادیانی کا تعاقب

مرزا قادیانی آپ کا ہمعصر تھا قبل دعویٰ

بنوّت آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ جب اس نے نبوت کا دعویٰ
کر دیا تو آپ نے اس کی سخت مخالفت کی اور اس کے خلاف ایک
مدلل کتاب لکھی اور مناظرہ بھی کیا اور مرزا قادیانی کو شکستِ
فاش ہوئی۔

مسلک آپ مذہباً حنفی مشرباً چشتی صابری تھے۔ طبیعت نہایت
مرنجاں مرنج پائی تھی۔ آپ کی تبلیغ و تفہیم کا طریقہ نہایت
نرم تھا۔ آپ ان تمام مسائل کا اثبات فرماتے تھے جن کا تمام اہل سنت
فرماتے تھے۔ مگر آپ معترض و مخالف کے نام اور اس کی ذات کو زیر بحث
لائے بغیر حقیقت مسئلہ واضح فرما دیتے تھے۔ آپ نے صوفیہ صافیہ کے ہاں
مروج رسُوم کے اثبات میں نہایت دلنشین انداز میں کتابیں لکھیں اور
اسی انداز میں حنفیت کی صداقت کو روز روشن کی طرح واضح فرمایا ہے۔
آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق تھا وہ بیان سے باہر
ہے اس کا اندازہ حصول تبرکات دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کے واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

مُرشد کی تلاش

عوام کی بیعت صرف تبرک بیعت ہوتی ہے اور بسا اوقات عوام الناس
بدعقیدہ نام نہاد پیروں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ یا ایسے لوگوں سے
تعلق قائم کر لیتے ہیں جن کی اپنی نسبت ہی صحیح نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس

خواص کے بیعت ہونے کا طریقہ بھی خاص ہے۔ یعنی اشارہ غیبی کے تحت اپنا تعلق قائم کرتے ہیں۔ انہیں ان کا نصیب خود اپنی طرف کھینچتا ہے۔ شیخ طریقت کی تلاش کے سلسلے میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان ملاحظہ ہو۔

جس زمانہ میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ نقشبندی زندہ تھے اور ان کی بزرگی اور کمال کی شہرت تھی۔ عاجز نے بھی ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ تو ایک رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں رڑکی میں ایسی جگہ ہوں کہ وہاں کنواں ہے اور سرسبز زراعت ہے۔ ایک صاحب جو کنوئیں سے بڑا ڈول کھینچ رہے ہیں وہ مجھ سے فرماتے ہیں تیرا راستہ تو یہ ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس سرسبزی میں ایک صاف پگڈنڈی تھی جو راست کنوئیں سے قصبہ رام پور منہاراں (ضلع سہارن پور) تک جا رہی ہے اور اس وقت حضرت پیر و مرشد برحق حضرت حافظ محمد صابر علی صاحب چشتی صابری بقید حیات رونق افروز تھے۔ یہ دیکھتے ہی میرا ارادہ حضرت مولانا فضل الرحمن کی خدمت میں حاضر ہونے کا فسخ ہو گیا۔

حضرت مخدوم العالمین صابر رحمۃ اللہ علیہ

کسی زمانہ میں عاجز مقام انبالہ حضرت عارف باللہ سائیں توکل شاہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور ان کی توجہ میں بیٹھتا تھا حضرت

ممدوح کو بھی عاجز کے حال پر کمال نوازش تھی۔ اور مجھے حضرت موصوف سے ارادت و عقیدت بڑھتی جاتی تھی۔ ایک رات کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی طرف سے نسبت پہاڑ کی مانند آکر میرے سینہ کے اندر سما گئی۔ مگر فوراً ہی ایک آندھی حضور مخدوم العالمینؒ کی طرف سے چلی اور میرے سینہ کے اندر سے اس پہلی نسبت مجددیہ کو نکال دیا اور خود میرے سینہ میں مقیم ہو گئی۔ دوسری دفعہ اسی عرصہ میں یہ دیکھا کہ میں آسمان کی طرف سے زمین کی طرف آرہا ہوں مگر آہستہ آہستہ جیسے پھول آرہا ہو کیا دیکھتا ہوں کہ روضہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا ایک گز کے قریب رہ گیا ہے۔ یکایک روح مبارک حضور مخدوم شمس الدین ترک پانی پتیؒ بجلی کی مانند چمکی اور عاجز کو اڑا کر لے گئی۔ حضرت امام ربانی کے روضہ تک نہیں پہنچنے دیا۔ ؎

بیعت و خلافت

غرض کہ مولانا صاحب قدس سرہ بہ اشارات غیبی و بہ کشش مشائخ سلسلہ صابریہ حضرت حافظ محمد صابر علی چشتی صابریؒ رام پوری (رام پور منیہاران ضلع سہارن پور) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور شرف خلافت سے ممتاز ہوئے۔ عطائے خلافت کے بارے میں مولانا صاحب نور اللہ مرقدہٗ تحریر فرماتے ہیں۔

عاجز راقم الحروف مشتاق کی نسبت چند مرتبہ زبان مبارک

؎ تذکرہ فیوض صابریہ ص۱۶

سے پیرومرشد حافظ محمد صابر علی چشتی صابری رح رام پوری نے خلافت عطا فرمانے کا ارشاد کیا تھا۔ لیکن اس عاجز نے صراحتہً انکار کیا اور عرض کیا، عاجز اس قابل نہیں کہ خلیفہ بنایا جاوے۔ بعض دفعہ یہ بھی فرمایا کہ اس معاملہ میں ہمیں تین یا دو دوپٹے سر کے باندھنے کے ملے ہیں جن میں ایک تمہارا ہے۔ پھر بھی عاجز انکار کرتا رہا۔

"آخر الامر وفات سے چند مہینے پیشتر خلافت نامہ تحریر فرما کر بذریعہ ڈاک میرے پاس لدھیانہ[1] بھیج دیا۔ عاجز نے سر آنکھوں پر رکھا مگر کسی کو اطلاع نہیں دی دوسرے یا تیسرے دن ایک عالم لدھیانوی مولوی نور محمد صاحب قادری میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی مشتاق خلیفہ ہو گئے۔ یہ سن کر دل اس واسطے خوش ہوا کہ حضرت پیرومرشد برحق کے اس عطیہ کی سچائی اور قبولیت عالمِ غیب سے ایک عالم باعمل کی زبان سے تصدیق ہو گئی۔ فالحمد اللہ علیٰ ذٰلک۔"[2]

ارتحال حضرت پیرومرشد

حضرت پیرومرشد برحق حافظ محمد صابر علی رح نے شب جمعہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ میں وفات پائی اور اپنے وطن قصبہ رام پور ہی میں آپ کا مزار مقدس بنایا گیا۔[3] مرشد برحق حضرت صابر علی کو حیدرہ خاندان سے اجازت تھی۔"[4]

---

[1] ان دنوں آپ لدھیانہ میں بطور مدرس مقیم تھے۔ [2] انوار العاشقین صہ۱۴۲
[3] انوار العاشقین صہ۱۴۲ [4] تذکرہ فیوض صابریہ صہ۱۶

بیچاپیر

یہ عاجز عرض کرتا ہے کہ حضرت حاجی محمد عابد دیوبندی عاجز کے چچا پیر تھے کیونکہ زبدۃ العلماء شیخ کریم بخش رام پوری کے تین خلیفہ تھے اور تینوں سے سلاسل جاری ہیں۔ حضرت حاجی محمد عابد[۱] دیوبندی حضرت خواجہ طفیل علی[۲] اور مرشدنا حضرت حافظ محمد صابر علی[۳] کو خلافت[۴] اجازت حضرت شیخ المشائخ دقت خود حضرت حافظ لطافت علی صاحب دیوبندی سے بھی ملی تھی اور خلافت نامہ کے ساتھ چودہ خاندانوں کے شجرہ عطا ہوئے تھے۔

خلفاء حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے چھوٹے بھائی پیر جی ظہور احمد رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت وسجادگی کے شرف سے سرفراز فرمایا تھا اور اپنے اکثر مریدوں کو تربیت کے لئے ان کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے مریدین کا حلقہ بہت محدود رکھا۔ خواہش مندوں کو اپنے بھائی کا مرید کروا دیتے۔ مگر افسوس کہ آپ کے بھائی پیر جی ظہور احمد آپ کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے۔ آپ کے پہلے خلیفہ تو آپ کے بھائی تھے۔ دوسرے خلیفہ حضرت پیر جی محمد صبغت صاحب عثمانی جلالی چشتی صابری دامت برکاتہم ہیں جو اس وقت ملتان شریف میں افادہ وافاضۂ عوام میں مصروف ہیں۔ عادات واطوار کے

کے لحاظ سے نمونہ سلف ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو سلامت باکرامت رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا علامہ نور بخش توکلی ایم اے رحمۃ اللہ علیہ مصنف سیرت رسولِ عربی و دیگر کتب کثیرہ کو بھی آپ نے خلافت و اجازت سے نوازا تھا۔ حضرت علامہ توکلی نے حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہونے کا واقعہ اپنی تالیف تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ میں لکھا ہے اور سیرت رسولِ عربی میں بھی آپ کو مرشد تحریر کیا ہے۔

دیگر کاملین سے استفادہ

حضرت مولانا علامہ محمد مشتاق احمد محدث انبہٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے بہت سے کاملین سے فیض اٹھایا۔ حضرت شاہ سائیں توکل شاہ انبالوی کے فیض سے مستفید ہونے کا ذکر گزر چکا ہے۔ بزرگوں سے فیض یاب ہوتے تفصیل خود مولانا نے تحریر کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

عاجز راقم الحروف بہت دفعہ حضرت حافظ لطافت علی کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر ان کی برکات سے مستفیض ہوتا رہا ہے اور جب کبھی اس عاجز نے حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں عریضہ بھیجکر کوئی تصوف کا مسئلہ حل کرنا چاہا۔ حضرت نے جواب باصواب سے مشرف فرمایا اور اطمینان کر دیا۔

مزار حضرت حافظ صاحبؒ کا قصبہ شیخوپورہ بدایوں میں ہے۔

عُلماء و مشائخ میں مقبولیت

حضرت مولانا انبیٹھوی کے احباب کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ ہر مکتب فکر کے علماء آپ کا بے احترام کرتے تھے۔ علماء دیوبند بھی آپ کی علمی قابلیت کے قائل تھے۔ آپ کی بعض تصانیف پر اکابر دیوبند نے عمدہ عمدہ تقاریظ لکھی ہیں۔ اہل سنت وجماعت کے مایہ ناز عالم حضرت مولانا مفتی انوار اللہ مرحوم استاذ نواب صاحب حیدرآباد (آپ کے ہم عقیدہ وہم مسلک) تھے۔ آپ کی اکثر تصانیف کو مولانا انوار اللہ نے اپنے ادارے مجلس اشاعتِ علوم سے طبع وشائع کردیا۔ حضرت مولانا عبدالسمیع بے دِل رام پوری (رام پور منہاراں) آپ کے دوست اور رشتہ دار تھے جب یہ انوار ساطعہ لکھ رہے تھے حضرت مولانا ان کے معاون و مددگار تھے۔ حضرت دیوان سید محمد مرحوم سجادہ نشین پاکپتن شریف آپ کے بڑے مداح و قدر دان تھے۔ تذکرہ فریدیہ آپ نے حضرت دیوان صاحب قبلہ ؒ کے ایماء پر لکھی تھی۔

وصال

آپ کے خلیفہ حضرت پیر صبغت اللہ صاحب عثمانی جلالی پانی پتی مدظلہٗ نے بیان فرمایا۔

۳ محرم الحرام ۱۳۵٦ھ کو حضرت مولانا مشتاق احمد محدث

انبٹھوی میرے غریب خانہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ کلیر شریف حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کا عرس کرنے جا رہا ہوں۔ (آپ حضرت بابا صاحبؒ کا عرس شریف اکثر کلیر شریف میں کیا کرتے تھے) عرس سے فارغ ہو کر واپس آؤنگا۔ مگر کلیر شریف سے سیدھے اپنے گھر انبہٹہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے بندہ (پیر جی صبغت اللہ صاحب) کو بذریعہ خط طلب فرمایا۔ بندہ خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو گیا کلیر شریف سے روانگی کے وقت آپ کی طبیعت علیل ہو گئی تھی۔ بروایت پیر جی صبغت اللہ مدظلہ ۶ر محرم سے تا یوم وصال (۲۷ر محرم) صرف تین مرتبہ صرف پانی نوش فرمایا کسی قسم کی دوا یا غذا نہ کھائی۔ ان ایام میں مریدین کو ارشاد فرمایا۔

"اب تم میرے پاس آکر ہی ذکر کیا کرو"۔

باوجود کمالِ نقاہت کے مریدین کے حلقہ ذکر میں آپ شمولیت فرماتے اور آپ کی آواز سب میں حلقہ کی آواز سے بلند ہوتی۔ ذکر کے علاوہ آپ کی آواز اتنی مدھم ہوتی کہ منہ کان سے لگا کر سننا بھی مشکل تھا۔

بالآخر اس شریعت و طریقت کے آفتاب نے ۲۷ر محرم الحرام ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء اپنے روئے انور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھپا لیا۔

صد رت انبے صد رتی آمد بر دل

باز شد انا الیہ راجعون

وقتِ رحلت آپ کی عمر شریف ۹۹ سال چار ماہ تھی۔

"اہل فضیلت" مادۂ تاریخ وفات ہے۔

۱۳۵۶

اولاد

آپ کے پانچ صاحب زادے ہیں۔

۱۔ صاحب زادہ نذیر الحسن مرحوم جو ساٹھ سال کی عمر میں سنہ ۱۹۶۴ء میں فوت ہوئے۔

۲۔ صاحب زادہ ظہور الحسن صاحب مقیم میرٹھ آپ اپنے والد گرامی قدر کے سجادہ نشین ہیں۔

۳۔ صاحب زادہ ظہیر الحسن صاحب۔ یہ سرکاری ملازم ہیں

۴۔ صاحب زادہ وصی الحسن صاحب جو حکومتِ پاکستان کے افغانستان میں سفیر رہے ہیں۔

۵۔ صاحب زادہ حمید الحسن مرحوم جو ۴۰ سال کی عمر میں اوائل سنہ ۱۹۴۷ء میں فوت ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحفۃ السالکین

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد بعض احباب نے جو خالصتاً لوجہ اللہ اس عاجز سے محبت رکھتے ہیں مجھے بار بار یہ فرمائش کی کہ سلوک طریقت کے متعلق چند اذکار اور اشغال جو آج کل طریقہ علیہ چشتیہ صابریہ میں طالبان خدا کو سکھائے جاتے ہیں قلمبند کروں تاکہ برادران طریقت اس پر عمل کر کے اپنے باطن کی اصلاح کریں اور احسان کا راستہ سیکھیں۔ لہذا یہ عاجز اس مختصر تحریر میں صرف چند اذکار و اشغال اور بعض مراقبات اور ان کے متعلق بعض دیگر فوائد ضروریہ جمع کرتا ہے تاکہ سچے طالب جب اس پر عمل کریں اور ذوق وشوق بڑھا کر سرحل مقصود پر پہنچیں تو عاجز کے حق میں حسن خاتمہ اور مغفرت کی دعا فرما دیں۔ فاقول وباللہ التوفیق اگر انسان کے دل میں توفیق ایزدی سے قرب الٰہی کے حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو تو اس کو تین باتیں اختیار کرنا لازم ہیں۔ اول تزکیۂ ظاہر۔ دوم تصفیۂ باطن۔ سوم تخلیۂ قلب۔ تزکیۂ ظاہر سے مراد یہ ہے کہ اپنے ظاہر کو احکام شرع شریف کے

بجا لانے سے آراستہ کرے کسی کام میں شرع کے خلاف نہ چلے اوامر پر عمل کرے اور منہیات سے پرہیز رکھے۔ حرام غذا سے بچے۔

تصفیۂ باطن سے غرض یہ ہے کہ اوصاف ذمیمہ و اخلاق رذیلہ کو اپنے اندر سے دور کرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً بخل اور حسد اور غرور اور حُبِّ جاہ کو دل سے نکالے اور بجائے ان کے صفات حمیدہ مثلاً سخاوت، مروت، تواضع اور فروتنی اختیار کرے ہر چند اخلاق رذیلہ کا رجب انسان کے اندر گھر بنا چکے ہوں اور طبیعتِ ثانیہ بن گئے ہوں دور کرنا سخت دشوار ہے مگر طلب صادق ہونے پر تائید ایزدی شامل حال ہوتی ہے اور غیب سے مدد پہنچتی ہے۔ اللہ کریم بہ برکت پیران عظام اس مشکل کو آسان فرما دیتا ہے۔ تخلیۂ قلب سے مقصود یہ ہے کہ اپنے دل اور رُوح کو خدائے تعالیٰ کی یاد میں ایسا مصروف اور متوجہ کرے کہ ماسوی اللہ کی محبت اور طلب سے خالی ہو کر اللہ کی محبت اس میں سما جاوے۔ جب یہ باتیں پیدا ہو جائیں تو حسب فرمودۂ پیر طریقت اذکار و اشغال شروع کرے

پہلی ریاضت یہ ہے کہ نماز تہجد شروع کرے یعنی رات کو بعد نماز عشاء اور سو جانے کے بعد ۲ بجے یا ۳ بجے رات کے جب آنکھ کھلے بارہ رکعت نماز نفل ادا کرے خواہ سورۂ یٰسین نفلوں میں پڑھے یا ہر نفل یعنی ہر رکعت میں بعد الحمد تین تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اور اگر قرآن شریف کا حافظ ہو تو کم سے کم ایک مہینے میں نوافل تہجد میں قرآن

شریف پورا کر لیا کرے۔ نفلوں سے فارغ ہو کر قبلہ رُخ چار زانو بیٹھے داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کی برابر کی انگلی سے رگ کیماس کو جو بائیں پاؤں کے گھٹنے میں اندر کی جانب ہے مضبوط پکڑ لے کہ اس سے خطرات دل پر نہیں آتے اور پشت سیدھی رکھے اور اطمینان سے بارہ تسبیح مروجہ خاندان چشتیہ صابریہ کا ذکر جہر کے ساتھ شروع کرے پہلے نفی و اثبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو دو سو مرتبہ پڑھے لفظ لا کو دل سے کھینچ کر الٰہ کے لفظ کو داہنے مونڈھے پر لے جائے اور خیال کرے کہ غیر اللہ کو دل سے نکال دیا پھر الا اللہ کی ضرب شدت اور قوت سے دل پر لگائے اس ضرب میں یہ تصور کرے کہ اللہ کی محبت میں نے اپنے دل میں داخل کر دی۔ پانچویں یا ساتویں دفعہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ملائے

اس کے بعد چار سو دفعہ الا اللہ یعنی اثبات کی ضرب داہنے مونڈھے کی طرف سے دل پر لگائے۔

پھر پانسو۵۰۰ مرتبہ اسم ذات اَللّٰہُ اَللّٰہُ کی ضرب دل پر لگائے مگر ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ دو دفعہ کہنے کے بعد تسبیح کا ایک دانہ ڈالتے ہیں۔ اسم ذات کہتے وقت وسوس اور خطرات کو دور کرے اور اللہ کو حاضر ناظر سمجھے تاکہ ذوق و شوق پیدا ہو اور آگاہی و حضور کی نسبت حاصل ہونی شروع ہو۔

جب اس طرح گیارہ تسبیحیں پوری ہو جائیں بارہویں تسبیح حرت

صرف اسم ذات اَللّٰه کی ضرب دمادم لگاتار دل پر لگائے بعض اس تسبیح کو ایک سانس میں پورا کرتے ہیں تاکہ حبس دم کی ورزش بھی ہو جائے بارہ تسبیح سے فارغ ہونے پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم تین بار ذوق وشوق کے ساتھ پڑھے اور درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللّٰہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللّٰہ نہایت ادب اور تعظیم سے سات دفعہ پڑھے اور یہ دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاءُکَ مَطْلُوْبِیْ اَتْمِمْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ وَرْزُقْنِیْ عِرْفَانَکَ پھر خاموش بیٹھ کر دل کی طرف متوجہ ہو اور ایسا تصور کرے کہ عرش اعظم کی طرف سے دل پر انوار کا مینہ برس رہا ہے اور دل خود بخود اللّٰہ اللّٰہ کہہ رہا ہے۔ غرض نماز تہجد اور ذکر جہر بارہ تسبیح طالب اپنے ذمہ لازم کرے جہاں تک ممکن ہو قضا نہ ہونے دے اگر احیاناً قضا ہو جائے تو دن کو پورا کرے۔

طریق ذکرِ پاس انفاس

طالب جب داخل طریقت ہو اور اللہ کریم سے وجو فی الواقع شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے) اس نے قرب حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا تو اپنے سانس کی رعایت رکھے رائگاں نہ جانے دے سانس کے نکلنے

وقت دل سے لَا اِلٰہَ کہے اور سانس کے اندر جاتے وقت دل سے الا اللہ کہے اور اس خیال و تصور کو اس قدر پختہ کرے کہ چلتے پھرتے سوتے جاگتے ذکر اللہ کا عادی ہو جائے اور بعض مشائخ پاس انفاس میں بجائے نفی و اثبات کے صرف اسم ذات تبلاتے ہیں اس طرح کہ اللہ کے ساتھ اوپر کا سانس لے اور یہ خیال کرے کہ اندر و باہر ظاہر و باطن اللہ ہی اللہ ہے دونوں ذکروں میں جس پر دل قائم ہو اور جس کے تصور اور خیال میں ذوق و شوق بڑھتا جائے اسی کا عامل بن جائے۔

طریق ورد اسم ذات

پاس انفاس کے علاوہ صرف اسم ذات (اللہ) زبان سے مع دل کے دھیان کے کم سے کم بارہ ہزار مرتبہ روزمرہ اطمینان کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ اگرچہ چوبیس ہزار مرتبہ پڑھا کرے تو یہ تعداد اوسط درجہ اور بہتر ہے اور جو ایک لاکھ چھبیس ہزار دفعہ روزانہ ورد کرے تو بہت جلد کشود کار کی امید ہو حیاتِ قلب پیدا ہو جائے سوز گداز ظاہر ہونے لگے۔

میں نے یہ صرف تین ذکر اس واسطے لکھے کہ مبتدی انہیں تین پر مداومت کرے اور استقلال سے ان کا عامل بنے ان کے بعد حسب ارشاد مرشد وقت خود اشغال شروع کرے۔

پہلا شغل نفی و اثبات

اس کی صورت یہ ہے کہ خلوت میں چہار زانو بیٹھے آنکھوں کو بند کرلے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے برابر کی انگلی سے بائیں پاؤں کے گھٹنے کے اندر سے رگ کیاس کو مضبوط پکڑے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور سانس کو زیر ناف سے کھینچکر دل کی طرف لاکر اُمّ الدماغ میں ٹھیرائے اور حرف لا کو بغیر زبان ہلائے صرف خیال سے کھینچ کر رُوح کی طرف پہنچائے اور کلمہ الله دماغ میں پہنچا کر الا الله کی ضرب حبس دم کے ساتھ دل پر لگائے۔ پانچ دفعہ یا سات دفعہ ایک سانس میں اسی طرح ضرب لگائے جب سانس لینے کی ضرورت ہو تو آہستہ ناک کے راستہ سے سانس لے منہ کو بدستور بند رکھے اور سانس لیتے وقت محمد رسول الله صلے الله علیہ وسلم زبان پر لائے۔ ہر روز ایک ایک بڑھاتا رہے مثلاً پہلے دن ایک سانس میں سات دفعہ لا الٰہ الا الله کہہ سکتا ہے تو دوسرے دن آٹھ دفعہ کہے حسب طاقت و استعداد ایک ایک بڑھاتا جائے اگر کوئی جانباز طالب صادق ایک سو اکیس تک ایک سانس میں نفی و اثبات مع شرائط پورا کرنے لگے اس کا دل روشن ہو جائے۔ راستہ سلوک کا اس پر کھل جائے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا وَجَمِیْعَ الطَّالِبِیْنَ

شغل سہ پایہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ سانس کو روک کر ناف سے اُمّ الدماغ تک
پہنچائے اور وہاں اَللّٰہُ سَمِیْعٌ کی ضرب لگائے اور وَبِیْ یَسْمَعُ کا
تصور کرے یعنی حدیث قدسی میں آیا ہے اللہ کریم فرماتا ہے کہ میرا نیک
بندہ میرے سے سنتا ہے میں اس کا کان ہوں۔ پھر دوسری ضرب
اسی حالت میں اَللّٰہُ بَصِیْرٌ کی دل پر لگائے اور وَبِیْ یُبْصِرُ
کا تصور کرے یعنی اللہ کریم فرماتا ہے میں اپنے نیک بندہ کی بینائی
ہوں میرے سے دیکھتا ہے۔ پھر اسی حالتِ حبس دم میں۔ تیسری ضرب
اَللّٰہُ عَلِیْمٌ کی ناف پر لگائے اور وَبِیْ یَنْطِقُ کا تصور کرے یعنی
اللہ کریم فرماتا ہے کہ میرا نیک بندہ میری زبان سے گویا ہوتا ہے۔ یہ
تین ضربیں لگا کر اسی حالتِ حبسِ دم میں اس کے عکس ضربیں لگائے
اَللّٰہُ عَلِیْمٌ کی دماغ پر اور اَللّٰہُ بَصِیْرٌ کی دل پر اور اَللّٰہُ سَمِیْعٌ
کی ناف پر اس کو عروج و نزول کہتے ہیں اس شغل کا نام سہ پایہ دورہ
چشتیہ ہے۔ دورۂ قادریہ میں بھی اول اَللّٰہُ سَمِیْعٌ ناف سے
سینہ تک پہنچاتے ہیں اور حبس دم کے ساتھ یہ تصور کرتے ہیں کہ خط
نورانی ناف سے سینہ تک یعنی لطیفہ سر تک جو وسط سینہ میں ہے پہنچا
پھر اَللّٰہُ بَصِیْرٌ حبس دم کے ساتھ سینہ سے دماغ تک پہنچاتے
ہیں پھر اَللّٰہُ عَلِیْمٌ دماغ سے عرش تک پہنچاتے ہیں یہ عروج اور

نزول کا ایک دورہ ہوا۔ طالب اس کی مقدار بڑھاتا جائے ایک سانس میں دو دورہ پھر تین دورہ تک ترقی کرتا ہوا سَو تک پہنچائے اور مقصود کو پہنچے۔ حضرت عارف باللہ مولانا محمد اکرم قدس سرہٗ اپنا حال اپنی کتاب اقتباس الانوار میں لکھتے ہیں کہ اس فقیر نے شغل سہ پایہ کی ورزش جس میں اسم ذات تین دفعہ کہا جاتا تھا ایک سانس میں چار سَو تک بہم پہنچائی تھی جس سے محویت اور بےخودی پیدا ہونے لگی۔

سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ کے اکثر مشائخ متاخرین نے شغل سہ پایہ مع شرائط یعنی شد و مد اور رحمت و ذوق کے ساتھ بکثرت کیا ہے ایک سانس میں چار سَو کے قریب تک ورزش بہم پہنچا کر مقصود اصلی عرفان کامل پر پہنچے ہیں۔

حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے کیا اچھا فرمایا۔

ایوان مراد بس بلند است
آنجا بہوس رسید نتوان
این شربت عاشقی خسرو است
بے خونِ جگر چشید نتوان ؎

شغل انحد

شغل سرمدی جس کو انحد بھی کہتے ہیں حضرات مشائخ متاخرین نے
اس کی مواظبت سے فائدہ عظیم اٹھایا ہے صورت اس کی یہ ہے کہ طالب
کانوں میں انگلیاں رکھے اور حواس کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ میں
پانی کے گرنے جیسی آواز خود بخود آتی ہے خوب متوجہ ہو کر اس آواز کو
سنے اور ایک لحظہ اس سے غافل نہ ہو اس قدر مشق پیدا کرے کہ کانوں
کو بند کیے بغیر بدستور آواز سنائی دیتی رہے آس پاس شور و غل ہو یا
نقارے اور ڈھول بجیں اس آواز پر غالب نہ آئیں اللہ ہی اللہ اس میں
سے مفہوم اور مسموع ہونے لگے۔ طالب صادق اس صوت سرمدی
میں ایسا محو ہو کہ اپنے وجود موہومی کو فنا کر دے۔

حضرت مولانا محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ صوت سرمدی کے متعلق تحریر
فرماتے ہیں کہ یہ وہ آواز ہے کہ ہمیشہ ایک ہی طریقہ پر جاری ہے تمام
عالم اس آواز پر ہے اہل دل کے سوا اور کوئی اس پر مطلع نہیں ہوتا اور
یہ آواز عالم کے پیدا ہونے سے پہلے اسی طرح تھی اور ابدالآباد
تک اسی طرح رہے گی یہ اشغال دیگر سے بہتر ہے کہ شاغل کے
بے ارادہ بھی منقطع نہیں ہوتا اس سے آخر الامر سلطان
الاذکار جاری ہو جاتا ہے۔

شغل بست و یک ضربی

انسان کے ہاتھ کی دس اور پاؤں کی دس انگلیاں ہیں ان بیس کو اور اکیسویں زبان کو مع خیال دل کے یہ سمجھے کہ اسم ذات کے ساتھ ذاکر ہیں اس تصور اور خیال میں محو ہو جائے اور جہاں تک ہو سکے اس خیال کو پختہ کرے خصوصاً جس وقت خلوت میں لیٹے اسی تصور میں مستغرق ہو جائے بہت جلد اس شغل سے تن بدن میں حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ ذوق شوق کما ینبغی ظہور کرتا ہے تجربہ کرنے اور طلب صادق پیدا کرنے کی ضرورت ہے جب طالب ذاکر شاغل بن گیا اور ذکر شغل کی مداومت سے اس کا دل زندہ ہو گیا تو اب مراقبات شروع کرے۔

مراقبۂ اسمِ ذات

طالب صادق خلوت میں یہ تصور کرے کہ میرے دل میں سونے کے پانی سے اللہ لکھا ہوا ہے میں اُسے دیکھ کر پڑھتا ہوں خود میرا دل بھی اللہ اللہ کرتا ہے اور میں اللہ کے سامنے حاضر ہوں ان خیالات میں ایسا بیخود اور مستغرق ہو جائے کہ اپنی ہستی کو فنا کر دے اس مراقبہ کی مداومت کرنے سے انوار اور تجلیات نظر آنے لگتی ہیں۔ محویت و استغراق کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

مراقبۂ وحدت وہمہ اوست

اَللّٰہ کو حاضر ناظر تصور کر کے ھُوَالْاَوَّلُ ھُوَالْاٰخِرُ ھُوَ الظَّاھِرُ ھُوَالْبَاطِنُ دل کی زبان سے کہنا شروع کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ اوّل آخر ظاہر باطن اَللّٰہ ہی اَللّٰہ ہے اور چیزیں جو نظر آتی ہیں انکا وجود وہمی اور اعتباری ہے دریا میں بلبلے ہزارہا پیدا ہوتے ہیں پھر اسی میں مل جاتے ہیں ان کا وجود اصلی نہیں غرض اس خیال اور مراقبہ میں بے خود اور بے خبر ہو جائے تاکہ نتائج مرتب ہوں غیر وغیریت کے نشان نیست ونابود ہو جائیں۔

مراقبۂ فنا

اس آیۂ شریفہ (کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ) کا مراقبہ اس کے معنی کے موافق کرے یعنی تمام اشیاء جو زمین پر نظر آتی ہیں ان کا وجود وہمی اعتباری اور وہ سب فانی اور معدوم ہیں صرف ذات پاک اَللّٰہ جَلَّ جَلَا جَلَالُہٗ ہی کی موجود ہے اس مضمون کے مراقبہ میں ایسا مستغرق ہو کہ فنائے وجود حاصل ہو جائے۔ موم کی طرح شمعِ مقصود پر اپنے آپ کو نیست ونابود کر دے۔

تنبیہ

طالب صادق کو واضح ہو کہ سلوک کا راستہ ہاتھ پاؤں سے چل کر طے کرنے کا نہیں بلکہ یہ راستہ دل سے چلنے کا ہے بشرطیکہ دل مرض معصیت اور نافرمانی سے شفا یافتہ ہو اور طلب صادق کے سبب اس راستہ چلنے کی قابلیت پیدا ہوگئی ہو اس کو قلب سلیم کہتے ہیں پس اگر طالب کا دل صرف مقصود اصلی کا خواہاں ہے اور اس کا تصور و خیال ہر لحظہ اور ہر آن دل میں لبا ہوا ہے دُنیا و ما فیہا کی طلب سے پاک ہے تو انہیں اذکار اور اشغال سے جو مذکور ہوے بہت جلد اس کو ترقی باطنی حاصل ہوگی عشق مولا کی آگ شعلہ زن ہو کر خس و خاشاک ماسوی اللہ کو جلا کر نیست و نابود کر دے گی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اللہ کریم نیک بندوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا۔

اور جو دل میں اللہ کے سوا اور کسی چیز کی طلب موجود ہے وسواس و خطرات کے امراض میں دل بیمار ہے تو اس راستہ کے چلنے کے لائق نہیں اس حالت میں طالب کو لازم ہے کہ پہلے دل کی بیماریوں کو مرشد کامل کے سامنے بیان کرے اور جس طرح مرشد کامل (جو اس کے حق میں طبیب حاذق ہے) علاج بتلادے اس پر کاربند ہو اور صحت کلی کا امیدوار ہے اللہ کریم ببرکت بزرگان سلسلہ اُسے شفا دیگا۔ جب شفا باطنی حاصل ہو جائے تو علم سلوک کی کتب شروع کرے۔

ہمارے سلسلہ کے شیخ المشائخ قطب الکاملین شیخ الاسلام والمسلمین حضور مولانا جلال الملۃ والدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ارشاد الطالبین میں یوں ہدایت فرماتے ہیں کہ طالب پہلے توبہ نصوح حاصل کرے اور ندامت و استغفار میں مشغول ہو اور طہارت ظاہری و باطنی بجالائے پھر منہ بند کر کے اور سانس روک اسم ذات اللہ کو دل سے کہے اور ذکر کرنے میں واسطہ مرشدی اور ملاحظہ صفات ربی کا خیال رکھے اور شد و مد اور تحت و فوق کا خیال رکھے یہاں تک کہ چالیس ۴۰ مرتبہ ایک سانس میں کہنے لگے اس کا نام محاربہ صغیر ہے اور جب اس سے زیادہ ایک دم میں ذکر کو بڑھائے ایک سو بیس ۱۲۰ تک ایک سانس میں کہنے لگے تو اس کا نام محاربہ کبیر ہے۔

اور نیز حضور ممدوح ہدایت فرماتے ہیں اگر طالب کو ذکر جہر میں تکان اور ملال پیدا ہو تو ذکر خفی شروع کر دے اور جب ذکر خفی کرتے کرتے تھک جائے تو فکر میں مصروف ہو جائے اور اگر فکر سے بھی جی گھبرائے اور انبساط نہ رہے تو مراقبہ میں محو و مستغرق ہو جائے (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے)

پھر حضور موصوف طالب مولا کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے حالات کا محاسبہ کرتا رہے۔ رات دن میں جو بات منہ سے نکلے یا جو کام اعضاء سے صادر ہو اگر بہتر ہو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے توفیق عطا فرمائی تب نیک کام مجھ سے ہوا اور اگر شر ہو نفس کو ملامت کرے

اور توبہ استغفار سے اس کا تدارک کرے۔

دن کے کاموں کا محاسبہ مغرب کی نوافل کے بعد کرے اور رات کے کاموں کا محاسبہ اشراق کی نوافل سے فارغ ہو کر کرے۔

اور جیسے طالب محاسبہ روزمرہ کرے اسیطرح مواعظ سے غافل نہ ہو۔ اپنے نفس کو وعظ نصیحت کرتا رہے اور کہے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ ہو۔ اور مکتب خانۂ عشق میں داخل ہوا ہے تو حروف عشق کے سوا اور کچھ نہ سیکھے۔ چار چیزیں طالب کو مقصود تک پہنچنے میں سد راہ ہوتی ہیں اول خلق۔ دوم دنیا۔ سوم نفس۔ چہارم شیطان۔ ان چاروں کا خیال دل میں نہ آنے دے۔

فائدہ

یہ تو پہلے لکھا گیا کہ طالب خدا کو نوافل تہجد کا پابند ہونا اشد ضروری ہے مگر علاوہ نوافل تہجد کے اور نوافل بھی ضروری ہیں۔ مثلاً تحیۃ الوضوء کی دو نفلیں ہمیشہ ادا کیا کرے۔ یعنی جب وضو کرے دو نفلیں پڑھے۔ اسی طرح نوافل اشراق چار رکعت بعد طلوع آفتاب کے دو سلام سے اور نوافل چاشت پہر دن چڑھے کے بعد چار رکعت سے بارہ رکعت تک جس قدر چاہے ادا کرے عصر کی نماز سے پہلے چار سنتوں کو کبھی نہ چھوڑے حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر سے پہلے چار رکعتوں کے پڑھنے والے کے واسطے دعائے خیر

فرمائی ہے۔ ہاں اگر جماعت عصر تیار ہو تو جماعت میں شامل ہو اور
سنتیں نہ پڑھے۔

مغرب کی نماز کے بعد دو سنتیں موکدہ پڑھ کر کم سے کم چھ نفلیں
تین سلام سے پڑھا کرے ان کا نام صَلٰوۃُ الْاَوَّابِیْنَ ہے اور
بیس نفلیں دس سلام سے پورا کر لیا کرے تو بہت نفع اٹھائے اور
بعد نماز عشاء کم سے کم پانچ تسبیحیں اس درود شریف کی رات پڑھا کرے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ
لَکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اگر فرصت ہو طالب مولا ہر روز ورنہ ہر جمعہ کو صلوٰۃ التسبیح چار رکعت
ایک سلام سے پڑھا کرے صورت اس کی یہ ہے کہ اول رکعت میں
سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھ کر پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہے پھر قرأت
سے فارغ ہو کر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ تین مرتبہ کہہ کر
دس بار انہیں چاروں کلموں کو پڑھے اسی رکوع کے بعد قومہ
میں دس بار۔ پھر سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین بار کہکر دس
بار چار کلموں کو کہے اسیطرح مابین دونوں سجدوں کے جلسہ میں دس بار پھر
دوسرے سجدہ میں دس بار۔ دوسرے سجدہ سے اٹھ کر دس بار ان
کلموں کو پڑھ کر کھڑا ہو جائے یہ ایک رکعت کا بیان ہوا۔ اسی طرح
باقی تین رکعتوں میں عمل کرے۔ ہر ایک رکعت میں پچھتر دفعہ یہ کلمات

ں گے اور چار رکعتوں میں تین سو مرتبہ ہو جائیں گے۔

صلوٰۃ التسبیح کی مواظبت سے دل کو جلد صفائی حاصل ہوتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس نماز کے سبب تمام گناہ پہلے اور پچھلے پرانے اور نئے دانستہ اور نادانستہ پوشیدہ ہوں یا ظاہر سب اللہ کریم معاف کر دیتا ہے۔

اگر طالب مولا خواندہ اور قرآن شریف پڑھا ہوا ہے تو اذکار و اشغال کے علاوہ جو اس کے ذمہ ضروری ہیں کم سے کم قرآن شریف کا ایک پارہ حضور کے ساتھ قبلہ رُخ بیٹھ نہایت ادب سے روزمرہ پڑھا کرے اور قرآن شریف کے بعد دلائل الخیرات کے سات حزبوں میں سے ایک حزب پڑھا کرے۔ دونوں کو پڑھ کر شجرۂ شریف اپنے مرشد کا دیا ہوا پڑھے پیران عظام کے وسیلہ سے حصول مقصود اور نجات اخروی کے واسطے دُعا مانگے اور تمام پیران عظام کو قرآن شریف اور درود شریف کا ثواب پہنچائے۔

جس طرح طالب خدا کو نماز میں فرائض خمسہ اور سنن مؤکدہ کے علاوہ نوافل پڑھنی مناسب ہیں اسی طرح رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ جو ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہیں اور نوافل روزے رکھنے مناسب ہیں۔ مثلاً رمضان المبارک کے بعد ماہ شوال میں چھ روزے اور عید الاضحیٰ کے عرفے کا روزہ اور محرم الحرام کو نویں و دسویں اور شعبان کی پندرہ تاریخ کو روزہ رکھے۔

ایام بیض یعنی ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ تاریخ ہر مہینے کے روزے رکھنا عادات
صالحین میں داخل ہے خاص پیر کے دن روزہ رکھنا اس سب سے
افضل ہے کہ حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میں پیر
کے دن پیدا ہوا اور اسی دن میرے اوپر وحی نازل ہوئی وھذا آخر
الکلام فی ھذا المقام والصلوٰۃ والسلام علی سید
الانام وعلی آلہ العظام واصحابہ البررۃ الکرام وعلی
من تابعھم من الصلحاء الفخام من ابتداء طلوع نیر
الاسلام الی یوم القیام۔

شجرہ طیبہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ مشتاقیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا اے خالق جن و بشر اے کبریا — کون سنتا ہے بجز تیرے فقیروں کی صدا
دامنِ امید پھیلا کر ترے دربار میں — عاجزانہ کیطرح اک بے نوا ہوں مانگتا
میرے مولا مجھ کو دے نادر و نایاب بھیک — جو خزانہ میں ہو تیرے مثلِ دُرِّ بے بہا
صدقے اپنے نام کا اور اپنے پیاروں کا طفیل — میری منہ مانگی مرادیں مجھ کو تو کر عطا
ان نفوسِ پاک کا صدقہ جو ہیں تیرے حضور — رازدارِ سِرِّ خاص کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً
یعنی تاج الانبیاء و اولیاء ختم الرسل — سید کون و مکاں حضرت محمد مصطفےٰ ۱
شیر حق حضرت علی ۲ و شیر دین بصری حسن ۳ — عبد واحد ۴ شاہ فضیل ۵ و ابن ادھم ۶ اولیاء

بوحذیفہ، شاہ ہبیرہ، خواجہ ممشاد علا — خواجہ بو اسحاق و بواحمد شہِ ملکِ بقا

بو محمد خواجہ یوسف، خواجہ مودود و شریف — خواجہ عثمان و معین الدین قطب زہد نما

شاہ فرید الدین علاؤ الدین شمس الدین جلال — شاہ عبدالحق و احمد، شاہ محمد حق نما

عبدقدوس جلال الدین، نظام، و بوسعید — شاہ صادق، شاہ محمد شاہ غریب بے ریا

سید اعظم، شاہ جمال و شاہ حیات و شاہ غلام — شاہ امیر الدین امام شاہ محمد مقتدا

وز طفیل شاہ کریم و حضرت صابر علی — مولوی مشتاق احمد صبغت اللہ رہنما

صابری ولیوں کا صدقہ پیر صادق کے طفیل — ساری محفل پر کرم اپنا تو کر میرے خدا

یا الٰہی میرے پیروں کے مدارج کر بلند — اور کر نورِ معانی سے میرا دل پر ضیا

یا الٰہی ہے یہ میری التجا بس رات دن

تا دم آخر رہوں شیدا میں اپنے پیر کا

(مانظر پرنٹنگ پریس ملتان)